

ذکرِ الہی کی برکتیں

قرآن کی روشنی میں

مولانا ارشد جمال

الْإِسْلَامُ مِشْنُ

بنارس، یوپی

جملہ حقوق محفوظ

**Zikr-e-Ilahi ki barkaten
Quran ki raushni me**

by

**Maulana Arshad jamal.
D.43/107,Bazar Sadanand.
Varanasi.U.P.(India)221001
+91-9307324317
E-mail:info@alislammission.com**

First on line Published: July- 2011

Al-Islam mission

Varanasi.U.P.India.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ نے ہر انسان کو ایک دل عطا فرمایا ہے۔ اُس دل کی خاصیت ہے ”متاثر ہونا“۔ دل جس سے متاثر ہوتا ہے اُسے یاد کرتا ہے۔ انسان اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، ملتے جلتے بہت سی چیزوں کو دیکھتا سنتا اور سوچتا سمجھتا ہے اور متاثر ہو جاتا ہے۔ کبھی وہ کسی اچھی صورت کو دیکھ کر متاثر ہوتا ہے تو کبھی عمدہ چال ڈھال دیکھ کر۔ کبھی میٹھی میٹھی باتیں سن کر متاثر ہوتا ہے تو کبھی پیاری پیاری ادائیں دیکھ کر۔ کبھی کسی بھلے مانس سے مل کر متاثر ہوتا ہے تو کبھی کسی بارونق مجلس میں بیٹھ کر۔ کبھی خوشگوار موسم سے متاثر ہوتا ہے۔ کبھی عالیشان بلڈنگوں سے۔ کبھی کسی شہر کی آب و ہوا سے متاثر ہوتا ہے کبھی کسی خوبصورت جگہ کی سیر و تفریح سے۔ کبھی زمین کے باغ و بہار سے متاثر ہوتا ہے اور کبھی آسمان کے خوشنما منظر سے۔ غرض یہ کہ انسان کا دھڑکتا دل بہر حال کسی نہ کسی سے ضرور متاثر ہوتا رہتا ہے۔ اُس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان جس چیز سے متاثر ہوتا ہے اُسے خوب خوب یاد کرتا ہے۔ کبھی تنہائی میں تو کبھی مجمع عام میں۔ کبھی چپکے چپکے تو کبھی علی الاعلان۔ کبھی دھیرے دھیرے تو کبھی بباغ و بیکل۔ تنہائیاں یا دلوں کے ساتھ کٹتی ہیں۔ مجلسیں تذکروں کے ساتھ چلتی ہیں۔

ایک اہم سوال

ایسے موڑ پر دوڑتے ہوئے دل و دماغ سے ایک اہم سوال آ کر ٹکراتا ہے کہ کیا انسان کو اس بات کی مکمل آزادی ہے کہ وہ جسے چاہے اور جب چاہے یاد کرتا رہے؟ جس کے سامنے چاہے کسی کا ذکر چھیڑ دے؟ جہاں چاہے کسی کا تذکرہ لے کر بیٹھ جائے؟

ظاہر ہے کہ ان سب باتوں کا جواب صرف ”نہیں“ میں دیا جائے گا۔ نہ تو انسانوں کو اس بات کی آزادی ہے کہ وہ دن رات کسی ایک ہی کا راگ الاپتے رہیں۔ نہ ہی اس بات کی اجازت ہے کہ وہ بے موقع ہی کسی کی بات کرتے پھریں۔ کیونکہ دنیا کا کوئی بھی انسان ایسا نہیں جو سب کی ضرورت ہو اور ہر ہر موقع پر اس کی گھپت ہو۔ مخلوق میں تو کسی کی یہ شان نہیں۔ نہ آج کوئی اس درجے کا ہے، نہ کل کسی کی یہ حیثیت تھی اور نہ ہی آئندہ کوئی ایسی عزت حاصل کر سکتا ہے۔

وہ ہستی جو سب کی ضرورت ہے

ہاں ایک ایسی ہستی ضرور ہے جو سب کی ضرورت ہے جس کے بغیر کسی کا کام ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتا۔ کائنات کا ایک ایک ذرہ جس کا محتاج ہے۔ کیا انسان کیا حیوان، کیا رائی کیا پہاڑ، کیا تل کیا تار، کیا زمین کیا آسمان؟ غرض یہ کہ کائنات میں جو کچھ ہے سب اسی کے دم قدم سے ہے اور اُسی کے آگے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے۔

انسان سب سے زیادہ عزت والا ہے۔ اُس کی جھولی میں سب سے زیادہ نعمتیں ہیں۔ عقل و شعور کے آسمان میں سب سے اونچی اڑان اُسی کی ہے۔ علم و ہنر کے میدان میں بازی لے جانے والا وہی ہے۔ لہذا وہ اُس کا سب سے زیادہ محتاج بھی ہے۔

اُس ہستی کو سب مانتے ہیں۔ اُس کی قدرتوں اور کرشمہ سازیوں کو سب پہچانتے ہیں۔ اُس کے احسانوں اور اُس کی نعمتوں کو سب سمجھتے بوجھتے ہیں۔ جدھر نگاہ اٹھاتے ہیں اُسی کا جلوہ، اُسی کی قدرت اور اُسی کا کرشمہ۔ جدھر دماغ لگاتے ہیں اُسی کا حسن، اُسی کی نعمت اور اُسی کی کارگیری۔ انسان جب اپنے سراپا کو دیکھتا ہے اور اپنے کو سوچتا ہے تو بے اختیار اُس مقدس ہستی پر ایمان لے آتا ہے۔

کائنات کے ہر خشک وتر سے گذر کر انسان کا یہ دل سب سے زیادہ جس سے متاثر ہوتا ہے، وہ وہی پاک ہستی ہے جسے سب اپنا ”خدا“ مانتے ہیں۔ جس کا سب سے پیارا نام ”اللہ“ ہے۔ متاثر ہونے والے دل پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت، ہر جگہ اور ہر موڑ پر اپنے اللہ کو خوب خوب یاد کرے۔

ایک خالی انسان جب اسلام کے دامن میں آتا ہے ہے تو اسے اللہ کی ضرورت اور بڑھ جاتی ہے۔ ایمان پا کر وہ اللہ کا احسان مند تو ہوا ہی، مزید اپنا قیمتی ایمان بچانے کے لئے اس کا ضرورت مند بھی بن گیا۔ ایک مسلمان کو اپنے اللہ سے سب سے زیادہ متاثر ہونا چاہئے اور اُسے اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، چلتے پھرتے، ہر وقت، ہر گھڑی اور ہر جگہ اللہ کو یاد رکھنا چاہئے۔

ذکر الہی کی کثرت

قرآن نے صاف اس بات کا اعلان کر دیا ہے کہ: اے اللہ کے نام لیواؤ! تم اپنے اللہ کو خوب خوب یاد کرو۔ اٹھتے بیٹھتے اُسی کا ذکر! سوتے جاگتے اُسی کی یاد! چلتے پھرتے اُسی کا تذکرہ! قرآن ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا (احزاب: ۴۱)

(اے ایمان والو! خوب بڑھ چڑھ کر اللہ کا ذکر کرو۔)

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ

كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ • (جمعہ: ۱۰)

(جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں ادھر ادھر نکل پڑو اور اللہ کی دی ہوئی روزی تلاش کرو اور اللہ کو زیادہ سے زیادہ یاد رکھو اس امید پر کہ کامیاب ہو گے۔)

ذکر کے ساتھ کاروبار

اس آیت میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ صرف نماز سے کام نہیں چلنے والا، بلکہ جب تم اپنی روزی روٹی میں لگے رہو اور اپنا کاروبار چلا رہے ہو تو اُس حال میں بھی اللہ کو فراموش مت کرو۔ اپنی تمام تر مصروفیتوں اور کاروباری الجھنوں کے باوجود اللہ کو زیادہ سے زیادہ یاد کرتے رہو۔ کیونکہ کامیابی اسی میں ہے۔

نماز کا مقصد ذکر کی مشق

نماز بھی ایک ذکر ہے لیکن پانچ وقت پابندی کے ساتھ مسجد میں سر ٹیک دینے کے بعد چھٹی نہیں۔ نماز تو ایک فرض ہے جسے خواہی نہ خواہی کرنا ہی ہے۔ اللہ کو یہ پسند نہیں کہ لوگ اُسے کسی دباؤ میں آکر یاد کریں۔ اُس نے نماز کو تو اس لئے فرض کر دیا ہے کہ لوگوں کو ذکر الہی کی عادت لگ جائے۔ نماز کے ذریعے وہ ذکر کی مشق کراتا ہے تاکہ آدمی کا مزاج ذکر الہی سے ہم آہنگ ہو جائے اور پھر دھیرے دھیرے ذکر الہی اُس کی زندگی میں رچ بس جائے۔ وہ اپنی دکان میں ہو یا مکان میں، کاروبار میں ہو یا آرام میں، کسی تقریب میں ہو یا دنیا کی سیر میں؛ ہر جگہ، ہر وقت وہ خدا کو یاد رکھے۔ جیسا کہ قرآن میں صاف لکھا ہوا ہے:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَادْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ إِنَّ

الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ مَوْفُوتًا • (نساء: ۱۰۳)

(جب تم نماز پوری کرو تو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے اللہ کو یاد کرو۔ جب تمہیں اطمینان ہو جائے تو نماز

قائم کرو۔ بے شک نماز مقررہ وقتوں میں مومنوں پر فرض ہے۔)

نماز اور ذکر کا باہمی تعلق

نماز پڑھ لینے کے بعد اللہ کا ذکر بھی کرو۔ چاہے جیسے کرو۔ بیٹھ کر، لیٹ کر یا کھڑے ہو کر۔ مگر اس

قدر ذکر کرو کہ دل مطمئن ہو جائے۔ دنیا کی الجھن، گھر کے بکھیرے، شیطان کے وسوسے اور خواہشات کے صدمے سب کا فور ہو جائیں۔ لیکن جب دل کو ہر طرح سے اطمینان حاصل ہو جائے تو ایسا نہیں کہ اللہ کے ذکر سے غافل ہو کر بیٹھ جاؤ، بلکہ پھر چلو نماز پڑھو، کیونکہ دوسری نماز کا وقت آ گیا۔ جب یہ نماز پڑھ لو تو پھر وہی ذکر الہی۔ اس ذکر الہی سے اطمینان حاصل کر لینے کے بعد پھر تیسری نماز اور اسی طرح چوتھی اور پانچویں نماز مکمل کر لینے کے بعد ذکر الہی کے ساتھ اپنی خواہگاہ میں۔ پھر بوقت فجر آنکھ کھلتے ہی نماز اور ذکر۔ ایک مومن کی زندگی ختم ہو جائے، لیکن نماز اور ذکر کا نہ ختم ہونے والا ایک لمبا سلسلہ ہے جو قیامت تک جاری رہے گا۔

نماز کے پیچھے ذکر اور ذکر کے پیچھے نماز کو اس حکمت سے لگادیا گیا ہے کہ جو اللہ کو یاد کرے گا وہی نماز کا اہتمام کرے گا اور جو نماز کی عادت رکھے گا وہی اللہ کا ذکر کر سکے گا۔ یہ ہمارے مشاہدے میں ہے کہ نمازی: بے نمازی کے مقابلے میں اللہ کو زیادہ رکھتا ہے۔ اللہ کو یاد رکھنے ہی کی وجہ سے وہ نمازی بنا۔ بے نمازی خدا سے غافل۔ اپنی دنیا میں مست۔ نہ خدا کا ذکر نہ خدا کی یاد۔

نماز کا ذکر کرے بڑا گہرا رشتہ ہے، بلکہ نماز اسی لئے ہے ہی کہ اللہ کے ذکر کی چاشنی مل جائے۔ اگر آپ نے ایک ایسی نماز پڑھی جس کے تمام ارکان و شرائط کو آپ نے ٹھیک ٹھاک ادا کیا۔ قرأت بھی عمدہ اور تعدیل ارکان بھی ملحوظ۔ لیکن آپ کا دل دنیا کے کاروبار میں اٹکا ہوا ہے۔ خشوع و خضوع غائب۔ بارگاہِ الہی کی حضوری رخصت۔ کہنے کو تو آپ نے نماز پڑھی۔ لیکن اس نماز کا کوئی مقصد نہیں، کیونکہ با مقصد نماز وہی ہے جو اللہ کے ذکر کے لئے پڑھی جائے۔ نماز میں بھی اللہ کی طرف دھیان اور نماز بعد بھی اللہ کا خیال۔ قرآن نے ایسی ہی نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي (طہ: ۱۴)

(بے شک میں اللہ ہوں۔ میں ہی معبود ہوں۔ لہذا میری عبادت کرو اور نماز قائم کرو میرے ذکر کے لئے۔)

اس آیت کی گہرائی میں اور نیچے تک اتار کر دیکھئے کہ جس انسان نے اللہ کو اپنا معبود مانا؛ اُسے نماز جیسی عبادت کا حکم ہے اور نماز ایسی جو ذکر کی شان لئے ہوئے ہو۔ اگر کوئی ایسی نماز ادا کرتا ہے جو ذکر سے خالی ہے تو اس نے عبادت کا حق ہی نہیں ادا کیا اور جو عبادت کا حق ادا نہیں کرتا تو گویا اُس نے اللہ کو ابھی پورے طور پر سچائی کے ساتھ اپنا معبود نہیں مانا ہے۔ وہ نمازی نماز پڑھ رہا ہے مگر اپنے معبود کے لئے نہیں، بلکہ اس کے لئے

جو اُس کے دل و دماغ میں بسا ہوا ہے۔

نماز پڑھنے والا تو موحد ہی ہوگا۔ مگر ذکر سے خالی نماز پڑھنے والا شرک کی کھائی کے کنارے کنارے چل رہا ہے۔ ذرا قدم ڈگمگایا اور وہ لڑھک کر کھائی میں جا پہنچا۔ کیونکہ ذکر سے خالی نماز محض ایک ریہا ہے۔ اور ریہا ”شرک اصغر“ ہے۔ ایسا نمازی چھوٹا موٹا مشرک ہے۔ اس لئے جب صرف اللہ کو ”الہ“ مانا گیا ہے اور اُس کی توحید کا اقرار کیا گیا ہے تو اس کی عبادت بھی توحید کے رنگ میں رنگی ہوئی ہونی چاہئے۔ اُس کی نماز اُس کے ذکر کے دریا میں غرقاب ہوئی چاہئے۔

ذکر کے لئے کاروبار بند

عام حالتوں میں تو یہ اجازت ہے کہ آدمی کاروبار بھی کرے اور ساتھ ساتھ ذکر بھی، لیکن ایک خاص موقع ایسا بھی آتا ہے جبکہ ایک بندہ مومن کو اس بات کا پابند کر دیا جاتا ہے کہ وہ اپنا کاروبار سمیٹ کر اور اپنی دکان لپیٹ کر صرف اور صرف اللہ کے ذکر کا اہتمام کرے حالانکہ نہ ابھی کسی نماز کا وقت ہوا ہے اور نہ کسی ذکر کا، مگر پہلے ہی سے ان چیزوں کے لئے تیار ہو جانے کا حکم دے دیا گیا۔ چنانچہ قرآن کہتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ • (جمعہ: ۹)

(اے ایمان والو! جب جمعہ کی اذان پکاری جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ وہ تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے اگر تم جانو تو۔)

جمعہ کی نماز کے لئے کاروبار چھوڑ دینے کا حکم اس لئے نہیں کہ آج بھیڑ بھاڑ اکٹھا کرنے کا دن ہے یا جمعہ کی نماز کوئی تقریب ہے جس میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کرنے کی اپیل ہے۔ بلکہ اس لئے کہ جمعہ کا یہ شاندار اجتماع اور باوقار نماز کا یہ خوشنما منظر صرف اللہ کے ذکر کے لئے برپا کیا گیا ہے۔

جمعہ کے دن وہی شخص اپنا کاروبار اور اپنی دوسری مصروفیت چھوڑ سکے گا جو اللہ کے ذکر کی اہمیت سمجھتا ہو گا یا جسے اللہ کے ذکر سے دلچسپی ہوگی۔ اس طرح ہر وہ شخص جو جمعہ کو ایک تقریب یا ایک ذمہ داری سمجھ کر ادا کرتا ہے، وہ اللہ کی نماز نہیں پڑھتا، بلکہ بھیڑ میں اُس نے ایک فرد کا اضافہ کر دیا ہے اور بس!

کاروبار بہتر یا ذکر

جمعہ کے اہتمام کو نظر انداز کر کے اپنے کاروبار میں مصروف رہنے والا سمجھتا ہے کہ اُس کا یہ رویہ

درست اور بہتر ہے۔ ایسا مزاج رکھنے والا ظاہر ہے یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ جمعہ، بھٹیٹ میں گھس کر ایک ذمہ داری ادا کرنے کا نام ہے۔ ایسے ہی لوگ بس دو منٹ پہلے مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور پانچ منٹ کے بعد ہاتھ جھاڑتے ہوئے باہر نکل آتے ہیں۔ یہ طریقہ اُسی غلط سوچ کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ لوگ جمعہ کو کھض ایک ذمہ داری نہیں، بلکہ اللہ کا ذکر سمجھتے تو کبھی اس طرح ہانپتے ہوئے آتے اور نہ کبھی سر پر پیر کر کر بھاگتے، بلکہ وہ اللہ کی پکار سنتے ہی اللہ کے ذکر کے لئے بے چین ہواٹھتے اور جب تک چین میسر نہ آ جاتا ذکر میں لگے رہتے۔ تب انھیں سمجھ میں آتا کہ کاروبار بہتر تھا یا ذکر۔ اپنے کاروبار کو جمعہ سے بہتر سمجھنے والا کوئی معقول آدمی نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ کاروبار کو اللہ کے ذکر سے بہتر سمجھ رہا ہے۔ ایسی ناسمجھی وہی کر سکتا ہے جو دنیا اور آخرت کے فرق کو نہیں جانتا، بلکہ دنیا کو آخرت سے بہتر شمار کرتا ہے۔

جمعہ جیسی عظیم نماز جس کے لئے کاروبار تک چھوڑ دینے کا حکم ہے صرف اس لئے کہ وہ اللہ کا ذکر ہے۔ اللہ کے ذکر کے لئے کاروبار بھی چھوڑنا پڑے تو ایک مومن بندے کو یہ گوارہ ہے اور اُسے گوارہ کیونکہ نہ ہو؟ وہ تو مومن ہے، اُس کے ایمان کا تقاضہ ہی یہی ہے کہ وہ اللہ کے ہر حکم پر ایمان لے آئے۔ دل سے مان کر اُس پر عمل شروع کر دے۔ چنانچہ ایمان والوں کو اللہ کے دربار سے حکم ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَاؤُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ • (منافقون: ۹)

(اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں جو اس غفلت میں پڑے گا وہی گھانا اٹھانے والا ہوگا۔)

گھانا کس میں ہے؟

دربارِ الہی کے اس حکم کو ایمان والے سر آنکھوں پر رکھتے ہیں، کیونکہ انہوں نے ایمان کی روشنی میں دیکھ لیا ہے کہ اللہ کے ذکر سے غافل ہو کر کوئی فائدے میں نہیں رہتا۔ کسی کے پاس قارون کا خزانہ ہی کیوں نہ ہو، اگر اُس نے اُس خزانے کو جمع کرنے میں اللہ کے ذکر کو فراموش کر دیا تھا تو چالیس گھر خزانہ رکھنے کے باوجود وہ گھاٹے میں ہے۔ کیونکہ دو گھڑی ذکر کی جو قیمت ہے وہ دنیا کے بڑے سے بڑے خزانے سے ادا نہیں کی جا سکتی۔ انسان اُس قیمتی متاع کو چھوڑ کر چاہے کتنی ہی دولت سمیٹ لے، بہر حال وہ گھاٹے میں ہے۔ کیونکہ اُس نے ایک ہیرا چھوڑ کر کالج کے لاکھوں چمکدار ٹکڑوں سے اپنے گھر کو بھر لیا ہے۔

شاید ان باتوں پر کوئی فہمہ مارے۔ لیکن نہیں دوستو! یہ کوئی مذاق نہیں۔ بالکل واقعہ ہے۔ آخرت میں ایک مفلس و قلاش آدمی، جس کے پاس ذکرِ الہی کی چند ساعتوں کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اُسے جنت کے عالیشان بنگلے میں رکھا جائے گا اور دنیا کا وہ کروڑ پتی جس نے اپنی دولت سے ایک شہر سجا رکھا تھا، آج ہاتھ پر ہاتھ دھرے کھڑا ہے۔ ملین ڈالروں کے باوجود اُس کی زندگی گھائے کی زندگی ثابت ہوئی۔ قرآن نے بہت واضح کر کے بتا دیا ہے:

إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُ خَاسِرٌ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ • (التین: ۳)

(بے شک سارے انسان ضرور گھائے میں ہیں۔ سوائے ایمان اور نیک عمل والوں کے۔)
لہذا ذکرِ الہی سے غافل ہو کر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنی دکان چمکا کر دونوں ہاتھ سے فائدے لوٹے گا تو یہ اُس کی بہت بڑی بھول ہے۔

اولاد کی محبت یا ذکرِ الہی

دولت کیا چیز ہے؟ ایک ایمان والے کو اس کی بھی اجازت نہیں ہے کہ وہ اولاد کی محبت میں کھو کر ذکرِ الہی سے غافل ہو جائے۔ اولاد کا فتنہ تو سب کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ کیا امیر کیا غریب؟ سب اولاد کی محبت میں مبتلا ہیں، لیکن اولاد ایک طرف، ذکرِ الہی ایک طرف۔ اولاد کتنی ہی خوبصورت اور کیسی ہی سعادت مند ہو؛ ذکرِ الہی کے آگے اُس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اولاد سے بس اتنی ہی محبت جائز ہے جو ذکرِ الہی سے غافل نہ کرے۔ ورنہ جس اولاد کی صورت دیکھ دیکھ کر باپ اپنے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچایا کرتا تھا اور جس کی سعادت مندی سے وہ بلیوں کو دتا تھا۔ جس کے کھیل تماشے میں کھو کر وہ اللہ کا ذکر بھول جایا کرتا تھا۔ اُس باپ کو آخرت میں پتہ چلے گا کہ اولاد کی محبت نے اسے کہاں لا پڑا ہے؟ اُس دن باپ اپنی اولاد کی صورت دیکھ کر منہ پھیر لے گا۔ نہیں! بلکہ اسے آتا دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوگا۔ بیٹے کی سعادت مندی کا بھی بھرم کھل جائے گا۔ وہ یہی سلوک اپنے باپ کے ساتھ بھی روا رکھے گا۔ تب باپ کے ہوش ٹھکانے لگیں گے کہ اولاد کی محبت میں کھو کر اُس نے اپنی زندگی گھمائے میں دھکیل دیا تھا۔ اگر اس محبت سے دامن بچا کر ذکرِ الہی میں لگ گیا ہوتا تو آج لاکھوں کا فائدہ ہوتا۔

سچے مومن

سچے ایمان والوں نے کچھ ایسا ہی مزاج پایا ہے۔ وہ اللہ کے ذکر کے لئے مال اور اولاد کو ٹھوکر

مار دیتے ہیں۔ وہ اپنے بال بچوں کے ساتھ اتنا ہی گھل مل کر رہتے ہیں جتنے سے اُس کی ہمدردی اور عکسگاری کا حق ادا ہو جائے اور وہ خود بھی کسی اجنبیت کے شکار نہ ہوں اور نہ ان کا دل غلط سلط و مسموں کا گھر بننے پائے۔ وہ اتنا ہی مال کما تے ہیں جس سے اُن کی گذر بسر ہو جائے۔ باقی وہ سارا وقت اللہ کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ کاروباری مصروفیت اور تجارتی الجھن انھیں اللہ کے ذکر سے کبھی غافل ہونے نہیں دیتیں۔ یہ سچے اور پاکباز مومن ہیں۔ جو اللہ کے حکم پر سختی سے عمل کرتے ہیں۔

یہ کوئی داستان نہیں۔ بلکہ ایک زندہ حقیقت ہے۔ آپ کی اسی دنیا میں خدا کے ایسے ایمان والے بندے کل بھی موجود تھے اور آج بھی موجود ہیں۔ قرآن نے اُس سچائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے:

رِحَالٌ لَّا تُلْهِيهِمُْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ • لِيَجْزِيَ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَرْزُقَهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ • (نور: ۳۷، ۳۸)

(کچھ ایسے مرد حضرات بھی ہیں جنھیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتیں۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن اللہ اور انھیں پتھر جانے کی نوبت ہوگی تاکہ اللہ ان کے عمل کا اچھا بدلہ دے اور مزید اپنا فضل فرمائے اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔)

یہ لوگ کاروباری مصروفیتوں اور خرید و فروخت کی ذمہ داریوں کے باوجود اللہ کے ذکر سے غافل نہیں ہونے پاتے۔ اپنی مصروفیتوں میں سے وقت نکال کر جماعت کے ساتھ نماز بھی ادا کرتے ہیں۔ جو کچھ کما تے ہیں سارا کا سارا اپنے اوپر خرچ نہیں کر ڈالتے یا ایک ایک پائی جوڑ جوڑ کر ذخیرہ نہیں بناتے، بلکہ اپنی گاڑھی کمائی میں سے اللہ کی راہ میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ یہ لوگ نماز اور زکوٰۃ کی پابندی صرف اس لئے کرتے ہیں کہ اُن کے دل و دماغ اللہ کی یاد میں بسے ہوئے ہیں۔ اُن کے اوقات اللہ کے ذکر سے خالی نہیں جاتے۔ ذکر الہی اُن کا معمول ہے۔ اُسی کا نتیجہ ہے کہ ان کو ہر وقت آخرت کا ڈر لگا رہتا ہے کہ کہیں کسی غفلت پر پکڑ نہ ہو جائے۔ لہذا وہ پابندی سے نماز بھی پڑھتے ہیں، زکوٰۃ بھی دیتے ہیں اور کاروباری مصروفیت کے باوجود ذکر الہی سے غفلت بھی نہیں برتتے۔

جو لوگ دنیا میں ذکر الہی کو نبھالے جاتے ہیں وہ مرنے کے بعد آخرت میں اپنے عمل کا اچھے سے

اچھا صلہ پاتے ہیں۔ بلکہ اللہ اُن پر اپنے فضل کی بارش کر دیتا ہے۔
رزق کیونکر ملتا ہے؟

جو لوگ اپنا کاروبار، تجارت اور لین دین کے معاملات چھوڑ کر نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور ذکر الہی کے حق کو ادا کرتے ہیں، اللہ نے ایسے لوگوں کو اطمینان دلایا ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ جب تم ذکر الہی کے لئے اپنے کاروبار سے منہ موڑ لو گے تو اُس سے تمہارے کاروبار پر کوئی خراب اثر پڑے گا جیسا کہ عام ذہنوں میں یہ بات تہہ تک بیٹھی ہوئی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ گاہک نکل گیا تو دوکانداری چوہٹ ہو جائے گی۔ شاید یہ لوگ یہ مگن کر بیٹھے ہیں کہ دوکانیں ڈیوٹی بجانے سے چلتی ہیں یا کاروبار رات دن ایک کر دینے سے آگے بڑھتا ہے۔ حالانکہ لوگ دن دن بھر اپنی دوکانوں پر بیٹھ کر کھیاں مار رہے ہوتے ہیں۔ اُن کا دُکا گاہک اُن کے آنسو پوچھنے کے لئے آ جاتے ہیں۔ رات دن ایک کر دینے والے بہت سے کاروباریوں کو بھی ہم نے دیکھا ہے جن کا دیوالیہ نکل چکا ہے۔ اگر رات دن کی بھاگ دوڑ سے اور تھکا دینے والی ڈیوٹی سے روزی ملنا طے ہے تو ایسے ہر شخص کو امال ہو جانا چاہئے تھا۔ ایسے ماحول میں مومن نمازیوں کو اللہ تعالیٰ نے جتنا دیا ہے کہ ڈھارس رکھو! اس سے تمہاری روزی روٹی متاثر نہیں ہوگی یہ معاملہ تو اللہ کی مشیت کے سپرد ہے۔ جب تم اپنی نماز پڑھ کر آؤ گے تو ایک کے بجائے دس گاہک تمہارے پاس دوڑتے آئیں گے۔ رزق دینے کے لئے اللہ نے کوئی حساب کتاب نہیں بنارکھا ہے کہ زیادہ محنت کرو گے تو زیادہ رزق پاؤ گے یا زیادہ ڈیوٹی بجائو گے تو زیادہ گاہک پاؤ گے۔ رزق کا معاملہ تو اللہ کی مشیت پر ہے۔ کون جانتا ہے اللہ کی مشیت کیا ہے؟ کس کے رزق کو وہ وسعت بخشے گا اور کس کا رزق تنگ فرمائے گا؟ ہاں! اتنا ضرور ہے کہ جو بندہ اللہ کی یاد میں لگا رہتا ہے اور اُس کا ذکر کرتا رہتا ہے تو اللہ اُس سے راضی ہو کر بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔ چاہے دنیا میں چاہے آخرت میں۔ وہ اپنے بہت سے ناپسندیدہ بندوں کو بھی بے حد و حساب رزق دے دیتا ہے، مگر اُسے اپنی رضا نہیں دیتا۔ اُس بد نصیب کی مصیبت کے لئے اتنا ہی بہت ہے۔ اصل رزق تو وہ ہے جو آخرت میں ملے۔ دنیا میں تو وہ کافر بے دین، گنہگار اور نافرمان سب کو رزق دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور ہاتھ بھر بھر کر دیتا ہے۔ ایک رزق وہ بھی ہے جو اللہ دنیا میں صرف اپنے جہیتوں کو دیتا ہے۔ وہ ہے مخلوق سے بے نیازی اور خالق سے نیاز مندی۔ یہی وجہ ہے کہ ذکر الہی کرنے والے مومن بندوں کو چاہے کتنے ہی غریب ہوں کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اور اگر وہ اپنے کسی جہیتے بندے کو دولت سے نوازتا بھی ہے تو وہ اُس دولت کو خدا کی امانت

سمجھ کر اپنے پاس رکھتا ہے۔ وہ اُسے غریبوں، فقیروں اور محتاجوں کا حق سمجھ کر اللہ کی راہ میں لٹا دیتا ہے۔ وہ لٹاتا جاتا ہے اور اللہ دیتا جاتا ہے۔ ایسا مزاج صرف ذکر الہی کی برکت سے بنتا ہے۔ لہذا ایک ایمان والے کی یہ شان ہونی چاہئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنے رب کو یاد کرتا رہے۔

کثرت ذکر کا مطلب کیا ہے؟

اس مقام پر میں ایک غلط فہمی بھی دور کرتا چلوں کہ اللہ کو زیادہ سے زیادہ یاد کرنے اور کثرت سے اُس کا ذکر کرنے کا مطلب کیا ہے؟

اللہ کو کثرت سے ذکر کرنے کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ آپ مصلیٰ بچھالے اور ہزار دونوں کی تسبیح لے کر بیٹھ جائیے اور ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ ”وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ کا ونیفہ گھنٹوں پڑھتے رہیں یا قبلہ رو دو زانو بیٹھ کر ”حق ہو“ کی ضرب لگائیے اور پھر مصلیٰ اور تسبیح طاق میں ڈال کر اپنی دھن میں مست ہو جائیے اور اُس کے بعد ہفتوں آپ کے منہ پر اللہ کا نام نہ آئے۔

ہاں! اللہ کو کثرت سے یاد کرنے کا صحیح صحیح مطلب یہ ہے کہ آپ اٹھتے بیٹھتے، موقع موقع اللہ کا نام لیتے رہتے اور اُس کا ذکر کرتے رہتے۔ مثلاً جب آپ کسی کام کو شروع کر رہے ہوں تو ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ پڑھئے۔ اس موقع پر آپ اپنے اللہ کو یاد رکھئے اور یقین کیجئے کہ کوئی بھی کام اُس کے نام کی برکتوں کے بغیر نہ شروع ہو سکتا ہے اور نہ کبھی پورا ہو سکے گا۔ کھانے بیٹھنے تو ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ پڑھئے۔ پڑھنے بیٹھنے تو ”بِسْمِ اللَّهِ“ پڑھئے۔ کاروبار شروع کیجئے تو ”بِسْمِ اللَّهِ“ پڑھئے۔ غرضیکہ کوئی بھی جائز کام شروع کیجئے تو ”بِسْمِ اللَّهِ“ ضرور پڑھئے۔ آئندہ کچھ کرنے والے ہوں تو ”إِنْ شَاءَ اللَّهُ“ کہئے۔ کوئی عمدہ چیز دیکھئے تو ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ کہئے۔ خوشی میسر ہو تو ”مَسْأَلَةُ اللَّهِ“ کہئے۔ کوئی مصیبت پڑے تو ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ“ پڑھئے۔ کوئی آپ کی مدد کرے تو اسے ”حَزْرَاكَ اللَّهُ“ کہئے۔ کوئی چھینکے تو اس پر ”مُرْحَمُكَ اللَّهُ“ کہئے۔ کوئی اچھی چیز آپ کو دی جا رہی ہو اور آپ کو اُس سے انکار ہو تو ”هَبَاكَ اللَّهُ“ کہہ دیجئے۔ کوئی برائی دیکھئے یا گناہ یاد آئے تو ”اسْتَغْفِرُكَ اللَّهُ“ کہہ لیجئے۔ بے بسی کے وقت ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ پڑھئے۔ یونہی موقع محل کے اعتبار سے کہتے رہتے: اللہ کا شکر ہے، اللہ کی بخشش ہے، اللہ کا کرم ہے، اللہ کا سہارا ہے، اللہ کی عطا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اللہ کی قدرت و حکمت اور فضل و نعمت کے بارے میں ہر گفتگو سے بڑھ کر گفتگو کیجئے۔ اگر آپ کے شب و روز اس انداز سے گزر رہے ہیں تو کہا جائے گا کہ آپ اللہ کا ذکر کثرت سے کر رہے ہیں۔ اگر آپ

کی زندگی کا یہ معیار نہیں ہے تو صرف تلاوت قرآن اور اوراد و وظائف سے کثرت ذکر کی فضیلت آپ نہیں پاسکتے۔ آپ اپنے نامہ اعمال میں ثواب تو اکٹھا کر رہے ہیں، لیکن اپنی زندگی کو اُس معیار پر نہیں لے جا رہے ہیں جس کا مطالبہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور جس سے انسان ”ذکر“ کی حقیقی روح سے آشنا اور ”یاد الہی“ کی لذتوں سے سرشار ہو جاتا ہے۔

اللہ کی یاد کیسے؟

آپ ذرا سوچ کر بتائیے کہ جب آپ وطن سے دور اپنے ماں باپ کو زیادہ یاد کرتے ہیں تو کیا کرتے ہیں؟ یہی تو کرتے ہیں کہ بال بچوں کے سامنے بات بات پر اُن کی بات نکال دیتے ہیں۔ ہر بات میں اُن کی مثال لے آتے ہیں۔ اُن کے کارنامے بیان کرنے لگ جاتے ہیں۔ اُن کے کھان پان، چال ڈھال، بات چیت، غرضیکہ ایک ایک چیز پر تبصرہ کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ اٹھتے بیٹھتے اُن کی تعریف میں بہنے لگتے ہیں۔ یہی سب کچھ تو آپ کرتے ہیں؟

جس طرح آپ اپنے باپ داداؤں، بزرگوں اور بڑوں کو کثرت سے یاد کرتے ہیں، اُسی طرح اللہ کو بھی کثرت سے یاد کرنا ہے، بلکہ اُس سے بھی بڑھ چڑھ کر۔

باپ داداؤں کو یاد کرنے کے طریقے ہی کو قرآن نے اللہ کو یاد کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے:

فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشْهَادَكُمْ ۚ (بقرہ: ۲۰)

(جب تم حج سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کو یاد کرو جیسے اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر۔)

باپ داداؤں کو یاد کرنے کا طریقہ ٹھیک ایک فطری عمل ہے۔ اللہ یہی تو چاہتا ہے کہ انسان میری یاد کرے تو فطرت کے رنگ میں رنگ جائے۔ وہ اللہ کی یاد اللہ کے حکم ہی سے نہیں، فطرت کے تقاضے سے بھی کرے۔

زمانہ جاہلیت میں عرب کے جاہل لوگ حج سے فارغ ہونے کے بعد مٹی میں حلقہ باندھ کر بیٹھ جاتے اور پھر اُس مجلس میں ہر کوئی اپنے باپ دادا کی بڑائیاں مارتا کہ میرا باپ یہ تھا، میرا باپ وہ تھا۔ جب اسلام آیا تو اُس نے حکم دیا کہ حج سے فارغ ہونے کے بعد تم اُسی پرانی فضولیات میں نہ لگ جانا، بلکہ اپنے

داداؤں کے تذکرے کی جگہ اللہ کا ذکر کرو اور اللہ کا ذکر اپنے باپ داداؤں کے تذکرے سے بڑھ چڑھ کر کرو۔
(تفسیر طبری: ۲۹۶/۲)

ذکر الہی کوئی پروگرام یا رسم نہیں

یعنی تم جاہلوں کی طرح صرف حج کے موقع پر منی میں میرے ذکر کو خاص مت کر لینا، بلکہ اور بھی دوسرے موقعوں پر میرا ذکر کرتے رہنا۔ جس طرح پورا حج میرے ذکر کی خوشگوار فضا میں گزرا ہے۔ حج کے بعد بھی اُس کا خوشگوار اثر اپنے اوپر بدستور رکھنا اور میرے ذکر کی برسات میں نہاتے رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ حاجی بننے کے بعد مجھے بھلا دینا نہ میرا ذکر کرنا اور نہ میرے ذکر کے لئے ایک وقت کی نماز پڑھنے مسجد آنا، کیونکہ ایسی زندگی مومنانہ زندگی کے سراسر خلاف ہے۔ اللہ کا ذکر کوئی پروگرام نہیں ہے کہ اُس میں شرکت کے بعد ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ یا کوئی رسم بھی نہیں ہے کہ جس کو بحسن و خوبی انجام دینے کے بعد فرصت مل جاتی ہے۔ اللہ کا ذکر مومن کی زندگی کا ایک اٹوٹ حصہ ہے۔ یہ حصہ الگ ہوا تو وہ زندگی تہس نہس۔ اِس لئے مومن اپنی شان بچانے کے لئے اللہ کا کثرت سے ذکر کرتا ہے۔ وہ منافق ہیں جو اللہ کا ذکر مَرے دل سے کرتے ہیں کہ سر پر پڑی ہے تو کر لیتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں تو بالکل سُست ہو کر۔ ذکر کرتے ہیں تو بس نام کو۔ قرآن نے منافق کی اس کیفیت کو کھول کر رکھ دیا ہے:

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا تَحْسَالِي مُرَاهُونَ النَّاسِ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا • (نساء: ۱۴۳)

(بے شک منافق اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں حالانکہ وہ خود کو دھوکہ دے رہے ہیں جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سُست ہو کر کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کو دکھانے کے لئے اور اللہ کا ذکر کم سے کم کرتے ہیں۔)

مومن اور منافق کے ذکر الہی میں فرق

مومن کی شان یہ ہے کہ وہ نماز کے لئے چاق و چوبند رہتا ہے اور ہر وقت اُس کے انتظار میں ہوتا ہے۔ نماز میں اُس کا دل لگتا ہے اور وہ صرف اپنے اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہے، کیونکہ اُس کو اللہ ہی کے ذکر سے سرور کا رہے۔ دنیا کے بکھیروں میں وہ پھنسنا نہیں چاہتا۔ یہ تو منافق کی طبیعت ہے کہ وہ نماز پڑھتا بھی ہے تو کسی کام چوکی طرح۔ دنیا کے پیچھے وہ پوری قوت سے دوڑتا ہے اور تھک ہار کر بھی ماتھے پر بل نہیں پڑتا، اُلٹا

خوشی محسوس کرتا ہے، لیکن نماز کے لئے اُس کا دم نکلنے لگتا ہے۔ نماز کے لئے اُس کی ساری تیزی اور چستی مرجاتی ہے۔ کسی کاہل کی طرح سُست ہو کر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ وہ بھی نیت کے اس کھوٹ کے ساتھ کہ چلو اس طرح لوگ کم از کم نمازی تو خیال کریں گے۔ یہ سب کچھ وہ صرف اس لئے کرتا ہے کہ اُسے اللہ کے ذکر کی ذرا بھی پروا نہ ہو۔ اللہ کی یاد اُس کے مزاج سے ذرا بھی لگا نہیں کھاتی۔ ماحول کے دباؤ میں وہ تھوڑا بہت ذکر کر لیتا ہے، وہ بھی دکھاوے کے لئے۔ ذکر الہی سے بھاگنے ہی کی وجہ سے وہ منافقت کی دلدل میں پھنسا اور دن بدن دھنستا ہی چلا جاتا ہے۔ کثرت ذکر مومن کو مومن بنا دیتی ہے اور قلت ذکر اُس کا رخ منافقت کی طرف پھیر دیتی ہے..... لہذا ایک مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے شب و روز کو کثرت ذکر سے معمور رکھے۔

تنگ دلوں کا حال

کوئی کافر بھی اللہ کے ذکر سے دلچسپی دکھائے گا، اسلام کی باتیں سنے گا، قرآن کو عزت کی نگاہ سے دیکھے گا اور اُس میں غور و فکر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کے دل کا دروازہ اسلام کے لئے کھول دے گا۔ اور جس کا دل اللہ کے ذکر کے لئے تنگ ہوگا، وہ دیکھتے دیکھتے گمراہ ہو کر تباہ ہو جائے گا۔ قرآن کہتا ہے:

اَفَمَنْ شَرَحَ صَدْرَهُ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ نُوْرٌ عَلٰی نُّوْرِ مَنْ رَّبَّهُمْ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذٰلِكَ
اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ • (زمر: ۲۲)

(کیا ایسا نہیں کہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے تو اپنے رب کے نور ہی نور پر ہے۔ اُن دلوں کے لئے بربادی ہے جو اللہ کے ذکر سے تنگ ہیں۔ وہی کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں۔)

جب انسان اللہ کے ذکر کو ناپسند کرے گا اور اُس سے تعصب برتے گا تو شیطان اُس کے دل پر قبضہ جمالے گا اور وہ اللہ کے ذکر کو دل سے بھلا بیٹھے گا۔ گویا جو انسان اللہ کے ذکر کو فراموش کر دیتا ہے، اُس کے دل پر شیطان کا قبضہ ہوتا ہے۔ ایک انسان کے لئے اس سے بڑے خسارے کی بات اور کیا ہوگی کہ وہ شیطان کے چنگل میں پھنسا ہو اور وہ کٹھ پتلی کی طرح شیطان کے اشاروں پر ناپتا ہو۔ یہ سب ذکر الہی کو فراموش کر دینے اور قرآن پر ایمان نہ لانے کا نتیجہ ہے۔ قرآن نے اس بھیایک انجام کا منظر پیش کرتے ہوئے کہا ہے:

اِسْتَحْوَذْ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنۡسَاهُمْ ذِکۡرَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ حِزۡبُ الشَّیْطٰنِ اِلَّاۤنَّ حِزۡبَ الشَّیْطٰنِ
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ • (مجادلہ: ۱۹)

(شیطان نے ان پر اپنا قبضہ جمالیا تو اللہ کی یاد اُن کے دل سے بھلا دی۔ وہی لوگ شیطان کے گروہ ہیں۔ آگاہ! شیطان، ہی کا گروہ خسارے میں ہے۔)

شیطان کا گروہ

ایک انسان کے لئے انتہائی شرم کی بات ہے کہ وہ شیطان کے قدم بقدم چلے۔ اُس کا ساتھ دے اور اُس جیسا کردار اپنائے۔ ذکر الہی فراموش کر دینے سے انسان شیطان کے گروہ میں داخل ہو جاتا ہے اور اس طرح وہ اپنے شیطان کو خوش کرتا ہے۔ کوئی گنوار اور بڑے سے بڑا بدکار بھی نہ چاہے گا کہ وہ شیطان کی خوشامد کرتا پھرے۔ انسان اگر صحیح الدماغ ہے تو وہ ضرور اپنے اللہ کو خوش کرنے کی فکر کرے گا۔ شیطان کے چنگل سے بچ نکلنے اور اُس کے گروہ سے نکل بھاگنے کا صرف ایک راستہ ہے اور وہ ہے ”اللہ کا ذکر“۔ جو انسان اس راستے کو اختیار نہیں کرتا وہ اندھا دھند ایک ایسے خسارے کے راستے پر بھاگا جا رہا ہے جو ”شیطان منزل“ پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ ”شیطان منزل“ میں رہنے والے اللہ کے دشمن ہیں۔ دنیا میں ذلیل اور آخرت میں سخت سے سخت عذاب کے مستحق۔ کیونکہ یہ سب اللہ کے ذکر سے منہ پھیرے بیٹھے ہیں۔ ایسوں کا ایسا ہی انجام مقدر ہے۔ قرآن کہتا ہے:

وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا. (جن: ۱۷) (اور جو اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیرے گا۔ اس کا رب اسے سخت عذاب میں ڈالے گا۔)

شیطان کی دوستی

اللہ کے ذکر سے منہ پھیرنے والے پر پہلے تو شیطان کا قبضہ ہوتا ہے اور پھر دھیرے دھیرے اُس کے ساتھ اُس کا دوستانہ ہو جاتا ہے۔ وہ شیطان کے ساتھ گھل جاتا ہے اور شیطانی رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ وہ شیطان کی دوستی میں اتنی دور تک نکل جاتا ہے کہ اُسے اپنی اصل حیثیت کی طرف لوٹ کر آنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ سب اللہ کے ذکر سے منہ پھیر لینے کی نحوست ہے، بلکہ یہ بھی دنیا میں اللہ تعالیٰ کا ایک عذاب ہی ہے۔ قرآن اس کی شہادت پیش کرتا ہے:

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ • وَأَنَّهُمْ لَيُضِلُّونَ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ • حَتَّىٰ إِذَا حِيلَ نَا قَالَ يَلَيْتُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بَعْدًا لَمِ شَرِّ قَرِينٍ فَبَسَّ الْقَرِينُ • (زخرف: ۳۶، ۳۷، ۳۸)

(اور جو حُسن کے ذکر سے منہ پھیر کر دوسری طرف کر لیتا ہے تو ہم شیطان کو اس کے سر پر بٹھا دیتے ہیں تو وہ اس کا دوست ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ صحیح راستے سے مڑ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ درست جا رہے ہیں یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا: کاش میرے تیرے درمیان پورب پچھم کی دوری ہوتی۔ تو شیطان کتنا برا ساتھی ہے۔)

اللہ کے ذکر سے منہ پھیر لینے کی صورت میں شیطان دل و دماغ پر اس قدر چھا جاتا ہے کہ آدمی کو شیطان کے سوا کوئی اچھا نہیں لگتا۔ وہ اُس کے ساتھ دوستی کا ٹھ لیتا ہے اور اس کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے۔ اُس کا اپنا دماغ اُس قدر مغفل و احساس اور اپنا احساس اس قدر مردہ ہو جاتا ہے کہ وہ غلط اور صحیح کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔ قرآن کی بنائی ہوئی اسلامی شاہراہ کو چھوڑ کر کفر کی مختلف پگڈنڈیوں پر جا نکلتا ہے۔ جدھر شیطان دوڑا۔ یہ بھی اس کے پیچھے پیچھے لپکا۔

یہ شیطان کی دوستی میں جان دینے رہتا ہے۔ لیکن ایک روز جب وہ تھک ہار کر ہمیشہ کی نیند سو جائے گا اور قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ تب اسے ہوش آئے گا اور خوب پچھتائے گا۔ کف افسوس ملتا ہوا کہے گا: کاش میری شیطان سے ملاقات ہی نہ ہوئی ہوتی میرے اور اُس کے درمیان پورب پچھم کا فرق ہوتا! جسے اپنا دوست سمجھتا تھا وہ شیطان نکلا۔ لیکن مرنے کے بعد ہوش میں آنا اور قیامت کے دن پچھتنا کچھ کام نہ آئے گا۔

اگر انسان دنیا ہی میں اللہ کے ذکر پر کان دھرے، قرآن پر ایمان لائے، اُس پر عمل کرے اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرے تو اُسے آخرت کی ہر مصیبت سے نجات مل جائے گی۔

ٹینشن والی زندگی

جو اللہ کے ذکر کو اہمیت نہیں دیتا اور اُسے غیر ضروری سمجھ کر نظر انداز کر دیتا ہے۔ وہ اللہ کا تو کچھ نہیں بگاڑتا، اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مارتا ہے اور اپنے ہاتھوں اپنی دنیا تباہ کر لیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی زندگی سے چین و سکون چھین لیتا ہے۔ دماغی الجھن اور دل کی بیقراری اُس کا مقدر بن جاتی ہے۔ قرآن نے اس حقیقت کو کچھ اس طرح اجاگر کیا ہے:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْمَى • (طہ: ۱۲۴)

(اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا تو بے شک اس کے لئے ٹینشن والی زندگی ہے اور ہم اس

کو قیامت کے دن اندھا بنا کر اٹھائیں گے۔)

آج اس سائنسی دور کا یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ ترقی آسمان چھو رہی ہے۔ ہر طرف عیش و آرام کا سامان مہیا ہے۔ زرق برق قیمتی پوشاک اور خوش ذائقے کھانوں کی افراط ہے۔ عالیشان بنگلے، نوکر چاکر، گاڑی گھوڑے اور زندگی کا سب کچھ۔ اس کے باوجود انسان ان سب کے بیچ کسی زندہ لاش کی طرح چل پھر کر رہا ہے۔

قرآن نے یہ پوزیشن اُن کافروں کی بتائی ہے جو ایمان سے پھر چکے ہیں اور قرآن کی نصیحتوں سے بہرے بن کر بیٹھ گئے ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ دیکھنے میں دنیا کے مزے لوٹ رہے ہیں لیکن اندر ہی اندر کھوکھلے ہوتے جا رہے ہیں۔ دنیا کی فکر انہیں دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ اُن کی یہ ٹینشن بھری زندگی صرف اس لئے ہے کہ انہوں نے اللہ کو بھلا دیا ہے، قرآن کو ٹھکرا دیا ہے اور کفر کو گلے سے لگا لیا ہے۔ جب تک جنیں گے تو ٹینشن کے ساتھ اور مرنے کے بعد قیامت میں انہیں گے تو اندھے ہو کر۔

خدا کو بھولے ہوئے مسلمانوں کا حال بھی ان کافروں سے کچھ کم نہیں۔ مسلمان اللہ سے بے پروا ہو کر دایعش لٹا رہا ہے۔ چچماتی کاروں میں گھوم رہا ہے۔ قیمتی اور نایاب پوشاک پہنے اترا رہا ہے۔ نئی نئی ڈشیں کھا کھا کر جسم کو موٹا کئے جا رہا ہے۔ بظاہر یہ لوگ کس قدر خوش و خرم نظر آتے ہیں۔ دیکھنے والے اُن کی حالتوں پر رشک کرتے ہیں، مگر کوئی اُن کے اندر جھانک کر نہیں دیکھتا کہ اُن کا دماغ کس قدر الجھا ہوا اور دل کتنا بے چین ہے۔ اللہ کا ذکر بھول کر دنیا کمانے میں وہ جائز اور ناجائز کا فرق مٹا چکے ہوتے ہیں۔ دنیا کے پیچھے بھاگتے بھاگتے اُن کا دماغ تھک جاتا ہے اور دل بے دم ہو کر بیٹھنے لگتا ہے، پھر بھی دنیا ہاتھ نہیں آتی تو موت کی دعائیں مانگنے بیٹھ جاتے ہیں اور کوئی خودکشی ہی کر لیتا ہے۔ اس طرح ایسے مسلمانوں کی پوری زندگی ٹینشن میں گذر رہی ہوتی ہے۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ وہ مسلمان جو روزہ نماز کے پابند ہوتے ہیں اور ذکر و اذکار میں مصروف رہتے ہیں، وہ اُن لوگوں کی بہ نسبت کم ٹینشن میں رہتے ہیں جو اللہ کے ذکر سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

دل کا چین

یقیناً اللہ کا ذکر انسان کی تمام الجھنوں کو ختم کر دیتا ہے اور دل کو چین و سکون بخشتا ہے۔ اس دوڑتی زندگی میں دل کا چین بھی ایک مسئلہ بن کر رہ گیا ہے۔ آدمی اپنے بال بچوں میں رہنے کے باوجود اُس نظر آتا ہے، جبکہ یہ ہوتے ہی ہیں سکون بخشنے کے لئے۔ دوستوں کے ساتھ خوش گپوں میں وقت گزاری کے بعد بھی

دل کا بوجھ ہلکا نہیں ہوتا۔ نوٹوں کی چھاؤں میں سونے کے باوجود اُسے نیند نہیں آتی۔ محافظ دستوں کے سائے میں بھی اُس کی گھبراہٹ نہیں جاتی۔ خوبصورت شہروں کا چپہ چپہ گھوم آنے پر بھی اُس کا جی بگھا بگھا سا رہتا ہے۔ بے روک ٹوک جنسی سکون حاصل کرنے والا آوارہ، پھر بھی چین نہیں پاتا۔ بڑے بڑے منصب والا بھی مطمئن نظر نہیں آتا۔ عزت و شہرت کے عرش پر بیٹھنے والا بھی پُرسکون نہیں۔ آخر انسان سکون حاصل کرے تو کہاں؟ چین لے تو کس سے؟ دل کو اطمینان دے تو کیسے؟ جبکہ دنیا میں چین و سکون حاصل کرنے کے بے شمار اسباب ہر وقت فراہم ہیں اور آدمی اُن اسباب کو اختیار کرنے کے لئے آزاد بھی ہے، پھر بھی چین نہیں۔ اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ دل کو سکون بخشنے والی جو اصل چیز ہے، عام طور پر لوگ اُس سے غافل ہیں۔ دوسرے ذرائع سے تو آدمی کبھی وقتی سکون حاصل بھی کر لے گا، لیکن اپنے دل کو دائمی سکون عطا نہیں کر پائے گا۔ ایک ایسا سکون جو ساری بے چینیوں کی جڑ کاٹ کر رکھ دے۔ گھبراہٹوں میں اُسے پورا اطمینان فراہم کرے۔ وہ صرف اور صرف ’اللہ کی یاد‘ ہے۔ قرآن نے اس نئے کو بہت تاکید کے ساتھ پیش کیا ہے کہ:

الَّذِي يَدْعُو اللَّهَ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (رعد: ۲۸)

(آگاہ! اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے۔)

آخر اللہ کی یاد ہی سے دل کو چین کیوں؟

ماں باپ، بھائی بہن، دوست احباب، پیر، استاذ..... غرضیکہ دنیا کا کوئی بھی رشتہ اور زندگی کا کوئی بھی سامان انسان کو حقیقی سکون فراہم نہیں کرتا۔ یہ آنکھوں کے سامنے رہ کر تو دل کو چین دے نہیں پاتے۔ غائبانے میں اُن کی یادوں سے دل کہاں مطمئن ہونے والا؟ آخر اللہ کی یاد ہی سے دل کیوں چین پالیتا ہے؟ یہ ایک عجیب فلسفہ ہے۔ اس کو ذرا مانع لگا کر سمجھنا ہوگا۔

اصل میں انسان کی نفسیات میں ”خوف“ پایا جاتا ہے۔ انسان کبھی کسی چیز کو دیکھ کر ڈرتا ہے اور کسی بات کو سوچ کر خوف محسوس کرتا ہے۔ یہ خوف دو وجہوں سے ہوتا ہے:

ایک تو کسی محبوب چیز کے جانے کا خوف۔ دوسرے اپنے سے زیادہ کسی بڑی طاقت کا خوف۔

باپ اپنے چہیتے بیٹے کو یاد کر کے اس لئے گھبراتا ہے کہ کہیں میرے بچے کو کچھ ہونہ جائے اور ایک کھلاڑی بچہ اپنے باپ سے اس لئے ڈرتا ہے کہ کہیں وہ چٹائی نہ کرے۔ اس لئے نہ باپ اپنے بیٹے کو حقیقی سکون دے پاتا ہے اور نہ بیٹا باپ کو۔

لیکن اللہ کے تعلق سے تو کم از کم یہ خوف کبھی نہ پیدا ہوگا کہ اُسے کوئی نقصان پہنچے، یا وہ کھو جائے اور ختم ہو جائے۔ لہذا خدا سے محبت کرنے والا اس نوعیت سے تو اُسے یاد کر کے ہمیشہ مطمئن رہے گا کہ وہ اللہ صلیح و سالم، باقی اور ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ دنیا کے دیوانے اس لئے خوفزدہ ہیں کہ دنیا فانی ہے، لیکن اللہ کو چاہنے والے حسن لا زوال کو چاہتے ہیں جو ابداً آباد تک باقی ہے۔

ڈر سے چین تک

ساتھ ہی ساتھ اللہ ایک بہت بڑی طاقت کا نام بھی ہے۔ بہر حال اُس طاقت کا خوف انسان کو لگا رہتا ہے مگر یہ زراہی حکمت ہے کہ اللہ سے ڈرنے والا کم از کم دنیا سے تو بے خوف ہی رہے گا۔ اس لئے اب اُسے دنیا سے تو کوئی گھبراہٹ اور بے چینی نہ رہی۔ دوسری طرف جو اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اُس پر مہربان ہو جاتا ہے اور اُس کو اپنا دوست بنالیتا ہے، پھر وہ بندہ اپنے اللہ سے مانوس ہو جاتا ہے۔ بندہ جتنا زیادہ ڈرتا ہے اتنا زیادہ وہ اللہ کی مہربانی کا مستحق ہوتا ہے اور اتنا ہی زیادہ تعلق قریب ہو جاتا ہے۔ لہذا اُس بڑی طاقت کا خوف رہتے ہوئے بھی کوئی خوف نہیں ہوتا، بلکہ وہ خوف اطمینان میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ گویا خوف الہی کا راستہ اطمینان قلب کی منزل تک پہنچا دیتا ہے۔ جیسے جنگلی بچہ درندوں اور زہریلے جانوروں سے ڈرتے ڈرتے، ملتے جلتے اور رہتے سہتے اُن سے مانوس ہو جاتا ہے اور اُن کا ڈر دل سے رخصت ہو جاتا ہے۔ اللہ سے خوف رکھنے والا اصل میں اللہ کو یاد کرنے والا ہو جاتا ہے اور جب یہی خوف اطمینان ہے تو اللہ کی یاد اطمینان کا باعث بن جاتی ہے۔ یہ فلسفہ قرآن کی درج ذیل آیت سے ماخوذ ہے:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيًّا تَقْسِعُ مِنْهُ جُلُوْدُ الدّٰنِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلٰٓئِنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ (زمر: ۲۳)

(اللہ نے سب سے اچھی بات والی کتاب (قرآن) کو اتارا جس کی باتیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اور جس میں بار بار مضامین دہرائے گئے ہیں۔ جس سے اُن لوگوں کا بدن کانپ جاتا ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ پھر اُن کے بدنوں اور دلوں کو اللہ کے ذکر سے چین آ جاتا ہے۔)

اللہ سے ڈرنے والے جب اللہ کو یاد کرتے ہیں تو انہیں چین آ جاتا ہے، اللہ کی وعیدیں کر اور اللہ کی گرفت دیکھ کر وہ ڈر جاتے ہیں اور اللہ کا وعدہ اور اللہ کا انعام پا کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ ڈرنے والے اطمینان پاتے ہیں۔ مومن بندہ اللہ کو یاد کر کے ڈر جاتا ہے، پھر اُسی کے بعد وہ مکمل چین پالیتا ہے۔ اس طرح اللہ کی

یاد دلوں کو چین بخشی ہے۔

مومن بندے کی شان ہی یہ ہے کہ وہ اللہ کا ذکر سن کر کانپ جاتا ہے۔ اس لئے وہ ہمیشہ چین سے بھی رہتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کہتا ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ (انفال: ۲)

(مومن تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں۔)

مومن اللہ کو یاد کر کے پہلے تو ڈر جاتا ہے پھر اُسے خیال آتا ہے کہ اللہ سے ڈرنے والا اللہ کا قریبی دوست بن جاتا ہے اور وہ اللہ کی بہت ساری نعمتوں کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس خیال کے جاگتے ہی اُس کا دل اطمینان محسوس کرنے لگتا ہے۔ لیکن جب انسان کسی دوسری طاقت کے دباؤ میں ہوتا ہے تو اُس کا خوف مستقل بنا رہتا ہے، کیونکہ انسان اپنے جیسے کسی دوسرے انسان پر نہ کبھی پورا اعتماد کر پاتا ہے اور نہ اس کے وعدوں پر کامل یقین رکھتا ہے۔ اس لئے اُسے ہمیشہ ڈر لگا رہتا ہے۔ برخلاف اس کے اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے اور وہ سب سے زیادہ بھروسے کے لائق ہوتا ہے۔ اس لئے بندہ جب آنکھ بند کر کے اُسے مان لیتا ہے تو وہ وعدوں اور بھروسوں کی دنیا میں کھو کر ہمیشہ کے لئے مطمئن ہو جاتا ہے۔

دنیا میں اطمینان، آخرت میں بخشش

ذکر کرنے والے مومن بندوں کا دنیاوی فائدہ یہ ہے کہ انہیں دل کا اطمینان حاصل ہو جاتا ہے اور آخرت کا فائدہ یہ ہے کہ اُن کی مغفرت ہو جاتی ہے اور بڑا ثواب ملتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَالَّذِينَ كَانُوا لَا يَرْجُونَ عَذَابَ اللَّهِ كَبُورًا أَعَدَّ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا. (احزاب: ۲۲/۲۵)

(اور اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور عورتوں کے لئے اللہ نے مغفرت اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔)

اگر مومن کی زندگی میں ذکر الہی کا غلبہ رہا ہو اور اُس سے کچھ بھول چوک بھی ہو گئی ہو تو اللہ ذکر الہی کی برکتوں سے اُسے بخش دے گا۔ اب اس کے نئے اعمال میں خیر ہی خیر ہو جائے گا جس کا اللہ تعالیٰ بڑا ثواب دے گا۔ نہ صرف یہ کہ اُسے مغفرت کی سند ملے گی، بلکہ اجر عظیم کا متعہ بھی دیا جائے گا۔

ذکر کی عادت اور گناہوں کی بخشش

اللہ کو یاد کرنے والے بندے حتیٰ الامکان گناہوں سے بچتے رہتے ہیں۔ اگر اُن سے کوئی بڑا گناہ ہو بھی جاتا ہے تو ذکر الہی کی عادت لگ جانے کی بنیاد پر انہیں فوراً اللہ یاد آ جاتا ہے اور وہ خدا کی بارگاہ میں فوراً

اپنے گناہوں کی بخشش کی درخواست لے کر پہنچ جاتے ہیں تو اللہ کو اُن پر ترس آ جاتا ہے اور وہ انہیں بخش دیتا ہے۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ اسندہ اب ایسا نہ کریں گے۔ قرآن نے اس واقعے کو یوں بیان کیا ہے:

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ فَمَا لَهُ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ • أُولَٰئِكَ جَزَاءُ مَنْ مَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتُ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ • (ال عمران: ۱۳۵، ۱۳۶)

(اور جو لوگ کوئی فحش کام کریں یا اپنی جانوں پر ظلم کریں، اللہ کو یاد رکھیں تو اپنے گناہوں کی بخشش چاہیں۔ اللہ کے سوا کون گناہوں کو بخشے گا اور وہ اپنے کئے پر بضد نہ ہوں جبکہ وہ جان رہے ہوں انہیں کا بدلہ ان کے رب کی جانب سے مغفرت اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ جن میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ عمل کرنے والوں کا کتنا اچھا بدلہ ہے۔)

جس انسان کی زندگی کا یہ معیار ہو کہ وہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرتا جائے۔ لیکن اُس بچہ وہ کسی بدکاری میں پڑ جائے یا کوئی بڑا گناہ کر بیٹھے تو دُور سے اللہ کو یاد کرے اور فوراً اُس کی بارگاہ میں بخشش کی دعائیں مانگے تو اللہ کو یاد کرنے والے اُس بندے کو نہ صرف یہ کہ اللہ بخش دیتا ہے بلکہ اُسے جنت کا خوشنما مل بھی عطا فرماتا ہے۔ اگر انجانے میں یا بھول چوک سے کچھ چھوٹے موٹے گناہ رہ بھی گئے ہوں جن سے اُس نے توبہ بھی نہ کی ہو، پھر بھی اللہ اُسے اپنے ذکر کی برکت سے معاف فرما دے گا۔ اُس کے بعد بھی لوگ اگر غافل رہیں اور اللہ کی یاد دل سے بھلا دیں تو اس سے بڑھ کر بیوقوفی اور کم ظرفی کی بات اور کیا ہوگی؟ قرآن آج بھی غفلت میں پڑے ایمان والوں کو آگاہ کرتا ہے اور انہیں خوابِ نرگوش سے جگاتا ہے:

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَتَّبِعُونَ أَكْثَرَ الَّذِينَ
أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَلُ فَفَسَدَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فُسِقُونَ. (حدید: ۱۶/۲۷)

(کیا ابھی ایمان والوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لئے پکھل جائیں اور جو کچھ نازل نازل ہوا اس کے آگے جھک پڑیں۔ اور وہ اگلے کتابیوں کی طرح نہ ہوں کہ جن پر غفلت کا ایک لمبا عرصہ گزرا تو ان کے دل سخت ہو گئے۔ اور اُن میں سے بہت سے لوگ فاسق ہیں۔)

اللہ کے ذکر پر دھیان نہ دینے والوں کے لئے خطرہ ہے کہ اگر وہ کان میں تیل ڈال کر بیٹھ گئے، اللہ کے ذکر پر کوئی توجہ نہ دی اور یاد الہی کے اجالوں کے لئے دل کے دروازے نہ کھولے تو دروازہ زیادہ دنوں

تک مقفل رہتے رہتے زنگ آلود ہو جائے گا، دل سخت ہو جائے گا اور ذکر کی بارش کسی چٹان کی طرح اوپر سے گزر جائے گی۔ اس لئے ایمان والوں کو چاہئے کہ وہ قرآن کی نصیحتوں پر اپنے کان کھڑے کر لیں اور اللہ کے ذکر میں لگ جائیں تاکہ ان کے دل کا زنگ دھل جائے اور ذکر کے اجالے دل کے اندر گھس کر درود دیوار پر قبضہ جمالیں۔ دل کی سختی ختم ہو جائے اور وہ پگھل کر ذکر الہی کے قدموں میں آپڑے۔

عبرت انگیز حکایت

روایت ہے کہ احمد بن ابوالحواری بصرہ کی گلی سے گزر رہے تھے کہ اچانک ایک چیخ سنائی دی۔ وہ اُس کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ ایک شخص بیہوش پڑا ہوا ہے۔ پوچھا کہ: اسے کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص بڑا ستاس دل رکھتا تھا، جو قرآن کی ایک آیت سن کر بیہوش ہو گیا ہے۔ انھوں نے پوچھا: وہ کون سی آیت تھی؟ بتایا گیا کہ یہ آیت: **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**۔ انھوں نے پوچھا: **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**۔

اتنے میں وہ ہماری باتیں سن کر ہوش میں آ گیا۔ اُس کے بعد وہ کچھ اشعار پڑھنے لگا۔ پھر وہ دوبارہ غش کھا کر گر پڑا۔ لوگوں نے اُسے ہلا کر دیکھا تو وہ مر چکا تھا۔ (روح المعانی: ۱۸۰/۱۴)

واقعہ قرآن کی اس پکار کو سن کر اگر اب بھی لوگوں کے دل ذکر الہی کے لئے نہ پگھلیں تو اس سے بہتر مر جانا ہی ہے۔ زندگی ہو تو ذکر الہی کے ساتھ ورنہ موت۔

جودل ذکر سے خالی ہے وہ مردہ زمین ہے۔ جب اُس پر ذکر کی بارش ہوگی تو وہ لہلہاتا ہوا سبزہ زار بن جائے گا۔ اس لئے اے ایمان والو! قرآن کی نصیحت سنو! اور اللہ کی یاد میں مصروف ہو جاؤ۔

ذکر و شکر

قرآن کہتا ہے: **فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ وَاَشْكُرْ لِي وَلَا تَكْفُرُونِ** • (بقرہ: ۱۵۲)

(لہذا مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو)

جو آدمی اللہ کو یاد کرتا ہے وہ اُس کی شکر گزاری کرتا ہے اور جو اللہ کو یاد نہیں کرتا وہ اُس کی ناشکری اور نافرمانی کرتا ہے۔

ذکر کا صلہ

جو ایمان والا اللہ کی یاد میں لگا رہتا ہے، وہ اللہ کے بہت بڑے فضل کا مستحق ہو جاتا ہے اور وہ اتنا

فضل فرماتا ہے کہ بندہ سوچ بھی نہیں سکتا، چنانچہ بندہ جس حیثیت سے جہاں کہیں بھی اللہ کو یاد کرتا ہے، اللہ بھی اُسے اُس سے کہیں بڑھ چڑھ کر اور بہتر مجلس میں یاد کرتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد

بیان فرمایا کہ:

أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي
نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ خَيْرٍ مِنْهُ وَإِنْ
تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشَيْءٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ
آتَانِي يَمْسِي أَتَيْتُهُ هَرَوَلَةً •

(بندہ جیسا گمان میرے ساتھ رکھے گا میں اُس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کروں گا اور میں اُس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرے، اگر وہ مجھے من میں یاد کرے گا تو میں اُس کو اپنے من یاد کروں گا اور اگر وہ کسی مجمع میں مجھ کو یاد کرے گا تو میں اُس سے بہتر مجمع میں اُسے یاد کروں گا اگر وہ ایک بالشت میرے قریب آئے گا تو میں ایک ہاتھ اُس کے قریب آؤں گا اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب آئے گا تو میں کئی ہاتھ اُس کے قریب جاؤں گا، اگر وہ میرے پاس چل کر آئے گا تو میں اُس پاس دور کر آؤں گا۔)

(بخاری: کتاب التوحید، باب قول اللہ و محمد رحمہ اللہ، (7405)

مسلم: کتاب الذکر والدعاء والتوبہ، باب الخشوع علی ذکر اللہ تعالیٰ: (2675)

ذکر کا اِس سے بہتر صلہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ یاد الہی میں گزراوقات کرنے والے بندوں پر اللہ کا اتنا بڑا فضل! یہ تو محبوبیت کا مقام ہے جو ایک بندہ ذکر الہی سے حاصل کر سکتا ہے۔

مَشَقَّة